سوال

میں فی الحال دعوتی کاموں میں شریک رہتا ہوں لیکن میری بیوی شکایت کرتی ہے کہ مجھ پر بیوی اور بچوں کے متعلق زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے، حالانکہ میں مجھ پر جو حقوق ہیں وہ ادا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کچھ وقت بھی گزارتا ہوں لیکن وہ اس سے راضی نہیں۔ میري گزارش ہے کہ آپ اس بات کی وضاحت فرمائیں کہ میرے ذمہ کیا کچھ کرنا ضروری ہے؟ کیونکہ میں جو کچھ کرتا ہوں وہ اسے پسند نہیں، اور اللہ تعالی ہی خیر کا علم رکھتا ہے۔

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

امت محمدیہ امت مقتصدہ اور متوسط امت ہے تو اس لحاظ سے جو بھی امت محمدیہ کی طرف منسوب ہے اسے بھی اپنی پوری زندگی میں اسی طرح توسط اور میانہ روی اختیار کرنی چاہیے۔

جس وقت ہم یہ سنتے ہیں کہ کچھ مسلمان اپنے اوقات اہل عیال سے دور گزارتے ہیں، چاہے وہ دعوتی کاموں یا پھر کسی سفر کی بنا پر اور یا پھر کسی مباح اور جائز امور میں گزاریں، اور اس کے برعکس ہم کچھ لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے اہل عیال سے ہی چمٹے ہوئے ہیں اور اپنے وقت میں سے کچھ بھی دعوتی کاموں میں صرف نہیں کرتے۔

تو جس طرح ایک گھرانے کے سربراہ پر اہل عیال کے حقوق ہیں کہ ان میں وہ افراط سے کام نہ لے، تو اسی طرح گھر کے علاوہ دوسرے مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے بھی اس کے ذمہ کچھ حقوق ہیں جن میں ضروری ہے کہ تفریط سے کام نہ لیا جائے۔

حسن رحمہ اللہ تعالی بیان کرتے ہیں کہ عبیداللہ بن زیاد رحمہ اللہ نے معقل بن یسار رضی اللہ تعالی عنہ کی مرض الموت میں تیمارداری کی تو معقل رضی اللہ تعالی کہنے لگے میں تمہیں وہ حدیث بیان کرتا ہو جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

(اللہ تعالی نے جس شخص کے بھی ماتحت کچھ لوگ کردیے تو وہ انہیں نصیحت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں حاصل کرسکتا) صحیح بخاری حدیث نمبر (6731) صحیح مسلم حدیث نمبر (142)۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(تم میں سے ہر ایک راعی (سربراہ) ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہوگا، امیر راعی ہے وہ اپنے ماتحتوں کے بارہ میں جواب دہ ہے، اور آدمی آپنے گھر والوں پر سربراہ ہے وہ ان کے متعلق جواب دہ ہوگا، عورت خاوند کے گھر پر راعیہ ہے اسے اس کے بارہ میں سوال ہوگا، اور غلام اپنے مالک کے مال کا راعی ہے اسے اس کے بارہ میں سوال ہوگا، خبردار! تم میں سے ہر ایک راعی اور اور ہر ایک جواب دہ ہے) صحیح بخاری حدیث نمبر (4892) صحیح مسلم حدیث نمبر (1629)۔

اور بہت ساری ایسی بیویاں ہیں جو یہ چاہتی ہیں کہ ان کا خاوند ان کے پاس سے کہیں بھی نہ جائے چاہے وہ نماز کے لے ہی ہو تو دعوت الی اللہ کے لیے کیسے؟

زمانہ قدیم میں کسی عورت نے کہا تھا: میرے لیے تین سوکنوں کا ہونا (یعنی کہ میرے خاوند کی تین اور بیویاں ہوں) خاوند کی کتابوں کی لائبریری سے آسان ہے، اس لیے کہ اس کا خاوند لکھنے پڑھنے اور علم میں شغف رکھتا تھا۔

تواسی لیے بیوی کی ہر خواہش نہیں مانی جاسکتی بلکہ اس کی خواہش اور چاہت کو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت پر پرکھا جائے گا ۔

نبی صل اللہ علیہ وسلم نے بعض عبادات میں حکم دیا ہے کہ اس میں حد شرعی کو تجاوزنہ کیا جائے جس کے سبب سے دوسرے کے حقوق ضائع ہونے کا خدشہ ہو، اوران میں سب سے پہلے گھر والوں کے حقوق ہیں ۔

اس سلسلے میں کچھ احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے :

عون ابی جحیفہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی اور ابودرداء رضی اللہ تعالی عنہما کے درمیان مؤاخات قائم کی توسلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ نے ابودرداء رضی اللہ تعالی عنہ کی زیارت کے لیے گئے توام درداء رضی اللہ تعالی عنہا نے کام والے میلے کچیلے کپڑے زیب تن رکھے تھے (یہ واقعہ پردہ کے نزول سے قبل کا ہے) سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ ام درداء رضی اللہ تعالی عنہا کو کہنے لگے اپنی حالت کیا بنا رکھی ہے ؟

تووہ جواب میں کہنے لگیں کہ آپ کے بھائی ابودرداء رضی اللہ تعالی عنہ کو دنیا کی ضرورت ہی نہیں ، توابودرداء رضی اللہ تعالی عنہ آئے اور کھانا پیش کیا توسلمان فارسی رضی اللہ تعلی عنہ نے انہیں کہا کہ آپ بھی کھائیں ابودرداء رضی اللہ تعالی نے کہا میرا روزہ ہے ۔

سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے میں بھی اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک آپ نہیں کھائیں گے ، توان دونوں نے کھایا اور جب رات ہوئی توابودرداء رضی اللہ تعالی عنہ قیام کرنے لگے توسلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا آپ سوجائیں تووہ سوگئے ۔

کچھ دیر بعد پھر اٹھ کر قیام کرنے لگے توسلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا سوجائیں اور جب رات کا آخری پہر ہوا سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا اب اٹھو اور قیام کرو توان دونوں نے قیام کیا ۔

سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ ابودرداء رضی اللہ تعالی عنہ کو کہنے لگے آپ پر آپ کے رب بھی حق ہے اور اسی طرح آپ کی جان وجسم کا بھی آپ پر حق ہے اور آپ کی بیوی بچوں کا بھی حق ہے اس طرح ہر حقدار کو اس کا حق ادا کرو، توابودرداء رضی اللہ تعالی عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ سب کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : سلمان فارسی نے سچ کہا ہے ۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (1867) ۔

اس حدیث میں لفظ بتذلۃ کا معنی میلی کچیلی حالت اور لباس والا ہے ۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا :

کیا مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ تودن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا ہے ؟ کیوں نہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے یہ نہ کیا کرو بلکہ روزہ رکھو بھی اور ترک بھی کرو، قیام بھی کیا کرو اور سویا بھی کرو ۔

اس لیے کہ تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے ، اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے آپ کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر مہینہ تین روزے رکھا لیا کرو، اس لیے کہ ہر نیکی میں دس نیکیوں کا بدلہ ملتا ہے ، تواس طرح آپ کے یہ روزے مکمل سال کے روزے ہوں گے ۔

میں نے تشدد کیا تو مجھ پر بھی سختی کردی گئی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا میں طاقت رکھتا ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کرو اللہ کے نبی داود علیہ السلام کی طرح روزے رکھا لیا کرو اور اس سے زیادہ نہیں ۔

میں نے پوچھا کہ داوود علیہ السلام کے روزے کس طرح کے تھے ؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصف زمانہ (یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار) تو عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ جب بوڑھے ہوگئے تو کہا کرتے تھے کہ کاش میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی رخصت پر عمل کرلیتا ۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (1874) صحیح مسلم حدیث نمبر (1159) ۔

تو آپ ان احادیث میں دیکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جوکہ اپنے اہل عیال کے حقوق میں افراط سے کام لے رہا تھا کہ وہ قیام اور روزہ رکھنے اور قرآت قرآن میں کثرت سے نہیں بلکہ اعتدال سے کام لے ، اور یہ اسی لیے ہے کہ دوسرے حقوق والوں کے حق کا خیال رکھا جائے اور ان میں اہل عیال بھی شامل ہیں ۔

اور جو بھی اپنے وقت کو مرتب کرکے ہر ایک حقدار کو اس کا حق دیتا ہے تو اس کے بعد اس کے لیے کسی کی رضامندی اور ناراضگی کوئی اہمیت نہیں رکھتی ، تو آپ دعوتی امور کو اپنی زندگی اور وقت پر مکمل طور پر نہ ٹھونسیں اور نہ ہی اپنی بیوی کے کہنے پر دعوتی کام کلی طور پر ترک کردیں ۔

ان شاء اللہ اس میں چند ایک معاون امور ہیں جن کا ذکر کرنا مناسب لگتا ہے ، یہ کہ آپ اپنی بیوی کو بھی دعوتی امور میں شامل کرنے کی کوشش کریں اور اسے کوئی کیسٹ سننے اور اس کا خلاصہ کرنے کے لیے دیں ۔

یا پھر اسے پڑھنے کے لیے پمفلٹ اور اس کے فوائد لکھنے کے لیے دیں ، یا اسے علمی حلقوں اور دروس میں جانے کا کہیں ، اور اسلامی مراکز میں عورتوں کے پروگراموں میں شریک کریں ، یا اسی طرح عورتوں کی کسی علمی مجلس جوکہ شادی وغیرہ کی مجالس میں تاکہ اسے یہ محسوس ہوکہ وہ اس کام میں آپ کے ساتھ ہے ،تاکہ وہ خاوند کے غیر موجودگی سے اکتاہٹ محسوس نہ کرے

ایک اور چیز یہ ہے کہ آپ اسے یہ سمجھانے کی کوشش کریں کہ اگر وہ اس پر صبر کرے اور علم ودعوت کے لیے مناسب فضا اور ماحول تیار کرے تو وہ بھی اجر وثواب میں اس کے ساتھ برابر کی شریک ہے ۔

اور یہ کہ جب صحابی جہاد کے لیے جاتے تو ان کی بیویاں صحابیات رضی اللہ تعالی عنہن اپنے گھروں اور بچوں کی حفاظت کیا کرتی تھی اور جب وہ گھر واپس تشریف لاتے تو اپنے خاوند کے آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی کیا کرتی تھیں ۔

اور اسے یہ بھی سمجھانے کی کوشش کریں کہ جب وہ گھر سے باہر طلب علم یا پھر دعوت وجہاد کے لیے جائے تو اپنے خاوند کے گھر کی حفاظت کرے اور گھر میں آنے والے طالب علموں اور مہمانوں کی مہمان نوازی کرے تو اس کے لیے اس میں بہت زیادہ اجر وثواب ہے ۔

اس لیے کہ ایک تیر کی بنا پر اللہ تعالی صرف اکیلے تیر انداز کو ہی جنت میں نہیں داخل کرے گا بلکہ اس کی وجہ سے تین اشخاص کو جنت میں لے جائے گا جن میں ایک تو بنانے والا کاریگر جس نے اسے اچھی نیت سے بنایا اور دوسرا تیر انداز کو تیر پکڑانے والا اور تیسرا خود تیر انداز ۔

بیوی کو یہ موضوع سمجھانے اور اجر وثواب کا ادراک کرانے سے خاوند کے غائب ہونے اور اس کے پاس نہ ہونے کے معاملہ میں بہت ساری تخفیف کا باعث ہوگا ۔

اور آخر میں ہم اس عظیم عورت کے عظیم قصہ سے اس کو ختم کرتے ہیں جن کا خاوند دعوت وجہاد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلامی مملکت کے امور میں معاونت کرتا تھا اس قصہ میں ہم دیکھیں گے کہ وہ کیا کرتی اور ان کا موقف کیا تھا ۔

یہ عورت عظیم وجلیل صحابی اور خلیفہ اول ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی صاحبزادی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہا ہیں ۔

آئیں اب ہم وہ قصہ بھی انہیں کی زبانی ہی سنیں :

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتی ہیں کہ زبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے مجھ سے شادی کی تو ان کے پاس اس دنیا میں کوئی کسی قسم کا مال ودولت نہ تھا نہ تو کوئی غلام اور نہ

ہی کوئی چیز صرف ان ایک گھوڑا اور ایک پانی لانے کے لیے اونٹ تھا ۔

میں ان کے گھوڑے کو چارہ ڈالتی اور پانی پلاتی اور اس کا ڈول وغیرہ سیتی تھی، آٹا گوندتی لیکن اچھی طرح روٹی نہیں پکا سکتی تھی، میری انصاری سہیلیاں جوکہ سچی اور اچھی عورتیں تھیں آکر روٹیاں پکا دیتیں، میں زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کی اس زمین سے جوانہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی سے اپنے سر پر گٹھلیاں اٹھا کر لایا کرتی تھی جوکہ ہمارے گھر سے دو ثلث فرسخ کے فاصلے پر تھی ۔

میں ایک دن آرہی تھی اور میرے سر پر گٹھلیاں تھیں تو راستے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ انصاری صحابیوں کے ساتھ آتے ہوئے ملے تو مجھے بلایا پھر کہنے لگے اخ اخ (یہ کلمہ اونٹ کو بٹھانے کے لیے استعمال ہوتا ہے) تاکہ مجھے اپنے پیچھے بٹھا سکیں، لیکن میں شرما گئی کہ میں مردوں کے ساتھ چلوں مجھے زبیر رضی اللہ تعالی عنہ اور ان کی غیرت یاد آگئی جوکہ بہت زیاد غیرت مند تھے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جان لیا کہ میں شرما گئی ہوں تو چل پڑے ۔

میں زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آئی اور ان سے کہا مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملے تو میرے سر پر گٹھلیاں تھیں اور ان کے ساتھ کچھ انصاری صحابی رضی اللہ تعالی عنہم بھی تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بیٹھنے کے لیے اپنی اونٹنی بٹھائی تو مجھے شرم آگئی اور میرے ذہن میں آپ کی غیرت دوڑ گئی

زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے : اللہ تعالی کی قسم مجھ پر تیرا یہ گٹھلیاں اٹھانا تیرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار ہونے سے بھی سخت گزرتا ہے ۔

اسماء رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں حتی کہ اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے میرے پاس ایک غلام بھیج دیا جو کہ گھوڑے کو سنبھالتا تھا اور اس غلام نے گویا کہ مجھے آزاد کر دیا ۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (4823) ۔

ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ مسلمانوں بیویوں اور خاوندوں کے ہر قسم کے حالات کی اصلاح فرمائے آمین ۔

اور اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتوں کا نزول کرے

واللہ اعلم .

الشیخ محمد صالح المنجد

6913